OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:3, Issue: 1, Jan-June 2018
DOI:10.36476/JIRS.3:1.06.2018.02PP: 17-25

بریل لینگوئج میں قرآن کریم لکھنے کا تحقیقی جائزہ

Research Overview of the writing of Holy Quran in Braille Language

Scan for Online Version

Dr. Abzahir Khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan

Dr. Miraj ul Islam Zia
Dean, Faculty of Islamic and Oriental Studies
University of Peshawar, Pakistan

Abstract

The Holy Qur'ān is the last scripture revealed by Allah. It was revealed for the guidance of mankind and every person has the right to read it whether they are healthy or has any physical disability. Visually impaired people hold a special place in this society and Braille is a writing method used by these people. Qur'ān has a special and specific style of writing which is called Rasmi Uthmani. It is an authentic style of writing used for the Holy Qur'ān. This article will discuss whether we can write Qur'ān in Braille or not; as it is one of the debatable issues among the religious scholars. Opinion of different religious scholars will be discussed in this paper.

Keywords: *Islam, Qur'ān, braille, language, holy book*

تمہید:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، جس کے بعد قیامت تک کوئی اور آسمانی کتاب نازل نہیں ہوگی، یہی کتاب قیامت تک کے انسانوں اور جنات کے لیے راہ ہدایت ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی لیا ہے فرمایا: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"[1]

یہی وجہ ہے کہ چودہ صدیوں سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود بھی یہ کلام الٰہی اسی طرح محفوظ ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، اسلام کے دشمنوں کی کوششوں اور تگ و دو کے باوجود نہ اس کے الفاظ میں کمی بیشی ہوئی اور نہ اس کے مفاہیم و مطالب میں تحاریف کی کوششیں بارآور ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی حفاظت کا وعدہ فرمایا تو اس کے لیے ایسی غیبی صورتیں مہیا کیں، جس کی مثال گذشتہ اقوام و امم میں ناپید ہے۔اس کی عملی صورت یہ مقرر کی کہ امت مسلمہ میں کلام اللہ کے یاد کرنے، اس کی تشریحات و تراجم از بر کرنے اور احادیث مبارکہ میں اس کی تشریحات کے حفظ اور پھر ان احادیث کی اسناد اور ان اسانید میں مذکور رجال کی جانچ پھٹک کرکے ایسا محیر العقول کارنامہ سرانجام دیا کہ تاریخ انسانی دنگ اور حیران رہ گئی۔

مسلمانوں نے قرآن کریم یاد کرنے میں انتہائی شوق وجذبہ سے کام لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے تسہیل کے اسباب مہیا کردیئے جس کی وجہ سے نو، دس سال کا بچہ بھی مختصر دورانیہ میں قرآن حفظ کرتا ہے اور پوری دنیا میں ہزاروں لاکھوں حفاظِ قرآن ہر دور وزمانہ میں موجود رہتے ہیں۔

بریل لینگویج کی حقیقت:

"Braille System" ابھرے ہوئے حروف کو پڑھنے کا ایک طریقہ ہے جو نابینا افراد کے لیے ایجاد ہوا۔ یہ حروف چھو کر پڑھے جاتے ہیں۔ دراصل یہ حروف نہیں ہوتے بلکہ چھ لفظوں کی مدد سے حروف کی اور ہندسوں کی علامتیں بنائی جاتی ہیں۔ بریل لینگویج کا بانی لوئیس بریل فرانسیسی ہے۔ بریل لینگویج نابینا افراد کی تعلیم و تعلم کے لئے ایک کلید ہے اور اس سے مراد وہ ابھرے ہوئے نقوش ہیں جنھیں ہاتھ کے پوروں سے چھو کر لفظ کی پہچان کی جاتی ہے۔

یہ موٹے کاغذ پر ابھرے ہوئے نقطوں کی شکل میں ہوتی ہیں، جسے عام طور پر نابینا افراد اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوتے ہیں جس سے انہیں معلوم ہوتا ہے کہ کس نقطے سے کون سا حرف مراد ہے؟

اس طریقہ کے ایجاد سے آہستہ آہستہ بریل کوڈ میں مختلف کتابیں تیار ہوگئیں، رسالے نکلنے لگے اور نابینا افراد کے لیے پڑھنے اور لکھنے کی ایک وسیع دنیا کھل گئی۔

نابینا افراد کے لیے اس پیش رفت کو اسلام نہ صرف پسند کرتا ہے، بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے، اس لیے اب بریل لینگویج کی مدد سے نابینا افراد کی تعلیم کے بڑے بڑے دینی و تعلیمی ادارے بھی کھل گئے ہیں اور ایسے لوگوں کے لیے دینی لٹریچر بھی تیار کیا جانے لگا ہے۔

بریل لینگویج میں کتابت قرآن:

دور قدیم میں نابینا افراد کی تعلیم کا واحد ذریعہ دوسرے عام بینا افراد کی طرح تعلیم و تعلم، املاء و تلقین کا تھا، نظر سے محروم اندھوں کے لیے اس بات کی کوئی صورت نہ تھی کہ وہ لکھی ہوئی عبارت کو پڑھ سکیں، مگر عصر حاضر میں یہ معمہ بھی حل ہوگیا اور بینائی سے محروم یا کمزور نظر والے افراد کی تعلیم وتربیت کے لیے بریل لینگویج ایجاد کی گئی۔

بریل لینگویج میں مطبوعہ قرآن مجید کے فوائد:

نابینا افراد قدم قدم پر بینا افراد کے محتاج نہیں رہ جاتے، اس طرح قرآن مجید حفظ کرنے والے کسی کی مدد کے بغیر قرآن یاد کر سکتے ہیں اور بھولنے کی صورت میں اس کی طرف مراجعت کر سکتے ہیں اسی طرح براہ راست قرآن مجید کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اس صورت حال میں اب اہم ضروری بات سامنے آئی ہے کہ بریل لینگویج میں قرآن مجید تیار کرنا درست ہے یا نہیں کیونکہ بریل لینگویج نہ تو عربی رسم الخط ہے اور نہ ہی رسم عثمانی۔ زیر نظر مقالہ میں بریل لینگویج کی مختصر تاریخ بیان کی گئی ہے اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ عربی رسم الخط اور رسم عثمانی نہ ہونے کے باوجود نابیناؤں کی مجبوری کی بناء پر بریل لینگویج میں قرآن مجید تیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز بریل لینگویج میں لکھا ہوا قرآن مجید مصحف کے حکم میں ہوگا یا نہیں؟

بریل لینگویج کا پس منظر:

حرف شناسی کا یہ طریقہ پیرس کے ایک مدرس لوئیس بریل "۱۸۰۹ء تا ۱۸۵۲ء" نے ۱۸۳۴ء میں ایجاد کیا، تین سال کی عمر میں یہ بینائی سے محروم ہوا، تو اپنی مدد آپ کے تحت اپنی فطری ذکاوت سے ایک بہترین موسیقار اور اندھوں کا معاون نگران بن

گیا اس دوران ان کے تعلیم و تعلم کے لیے چھ نقاطی طریقہ رائج کرکے ایک نئی بنیاد رکھی، اس کے مقابلے میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ طریقہ تشارلس باربیر نے خفیہ جنگی امور کے تبادلۂ خیال کے لیے رائج کیا، جس سے لوئیس بریل نے یہ طریقہ اپنالیا۔[2]

۱۸۳۷ء میں ایک پورا طریقہ تیار ہوا، مگر اسے تدریسی کتب میں جگہ نہیں ملی، طلبہ و اساتذہ انفرادی طور پر اس سے استفادہ کرتے۔ ۱۸۳۹ء میں یہ طریقہ کامیابی سے اپنی تکمیل کو پہنچا اور فرانس میں بریل لینگوئج کے ذریعے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہوا لیکن کتبِ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بریل لینگوئج کی بنیاد علامہ آمدی رحمہ اللہ نے رکھی ہے۔ ان کے بارے میں علامہ صفدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آپ نابینا ہونے کے باوجود کتابوں کی تجارت کرتے تھے، جب کوئی آپ سے کتاب کے بارے میں پوچھتا تو آپ مطلوبہ کتاب متعلقہ مقام سے لاکر ان کی جلدوں کا رنگ تک بتاتے۔ اس کے لیے انھوں نے اپنی طرف سے ایک طریقہ ایجاد کیا تھا جس کی مدد سے کتاب کے بارے میں ضروری معلومات مثلاً کتاب کی قیمت، جلد نمبر وغیرہ معلوم کرتے۔[3]

کتابت قرآن کے لیے رسم عثمانی کے بغیر دوسرے رسم الخط کا حکم:

اس بارے میں دو رائے ہیں:

پہلی رائے: جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ کتابت قرآن کے لیے رسم عثمانی کی اتباع لازمی ہے کیونکہ عہد صحابہؓ کرام میں اس پر اجماع ہوا ہے اور امت مسلمہ میں اسی خط کو قبولیتِ عامہ حاصل ہو چکی ہے، لہٰذا اس رسم عثمانی کو چھوڑ کر کتابت قرآن میں دوسرے رسوم اختیار کرنا جائز نہیں۔

اس بارے میں ایک حدیث بھی مروی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو رسمِ عثمانی کے مطابق قرآن مجید لکھنے کا حکم دیا۔[4] ابو عمرو الدانی لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ سے قرآن مجید کے بارے میں پوچھا گیا، جس میں رسمِ عثمانی کی موافقت نہیں ہوتی، تو آپ نے جواب دیا کہ یہ طریقہ درست نہیں، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہ اللہ کی طرح لکھنا ضروری ہے۔[5] اسی طرح جب واؤ اور الف کے نہ لکھنے کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ یہ جائز نہیں۔[6]

علامہ ہیتمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ مسلک صرف امام مالک رحمہ اللہ کا نہیں بلکہ تمام ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کا ہے۔[7]

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ رسم اور خط دونوں کے مطابق کتابت قرآن لازمی ہے۔[8]

ابن العربی رحمہ اللہ "لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ" میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی "لَا أُقْسِمُ" کے بجائے "لَأُقْسِمُ" لکھے اور الف کو حذف کرے تو یہ طریقہ جائز نہیں۔[9]

علامہ بہوتی لکھتے ہیں کہ کتابت قرآن میں رسم عثمانی کے بغیر لکھنا اور واؤ، الف اور یاء وغیرہ اضافات و وصلات کو چھوڑنا حرام اور ناجائز ہے۔[10]

جمہور حضرات قرآن مجید کی آیت مبارکہ (وَمَاآتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَانَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا)[11] کے عموم سے استدلال کرتے ہیں۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے بھی کاتبین تھے ان میں سے اکثر یہ طریقۂ کتابت اختیار کیے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر رد نہیں فرمایا، اسی طریقہ کو حضرت ابوبکرؓ پھر عمرؓ اور پھر سیدنا عثمانؓ نے بھی اپنایا اور دوسرے

مصاحف کو ختم کر دیا اور ان پر پابندی لگا دی۔اس طرح رسمِ عثمانی پر اجماع امت چلا آ رہا ہے لہٰذا اسے چھوڑ کر دوسرا رسم کتابت قرآن کے لیے اختیار کرنا درست نہیں۔

دوسری رائے: رسم عثمانی کے بغیر کتابت قرآن کے بارے میں کبار محدثین رحمہم اللہ نے اختیار کی ہے، ان میں عز بن عبدالسلام رحمہ اللہ، ابن خلدون رحمہ اللہ، ابو بکر الباقلانی رحمہ اللہ، علامہ شوکانی رحمہ اللہ، علامہ زرکشی رحمہ اللہ وغیرہ حضرات شامل ہیں۔

عز بن عبدالسلام لکھتے ہیں کہ رسم عثمانی کے بغیر کتابت قرآن کے بارے میں عدم جواز کا حکم اس وجہ سے تھا کہ جاہل لوگ قرآن کریم میں تغیر و تبدل نہ کریں، لیکن علی الاطلاق یہ حکم نافذ العمل کرنا محل نظر ہے، کیوں کہ آج روئے زمین پر اس کلام کی حفاظت کرنے والے بہت ہیں لہٰذا جاہلوں کی رعایت میں اصل حکم کو باطل کرنا درست نہیں۔[12]

قاضی ابو بکر باقلانی لکھتے ہیں: کتابت قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی فرض نہیں فرمایا کہ مصاحف کی کتابت میں ایک خاص رسم الخط کو اپنا کر دوسروں کو چھوڑ دیا جائے، بلکہ یہ سب درحقیقت سمعی اور توقیفی طور پر رائج طرق ہیں، یہی وجہ ہے کہ عہد نبوی اور دور صحابہ میں مختلف رسوم الخط کے مصاحف موجود تھے اور ان پر نکیر نہیں ہوئی۔[13]

محقق ابن خلدون رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عرب میں بداوت غالب تھی اس وجہ سے رسم الخط اپنے عروج تک عہد صحابہ میں نہیں پہنچا تھا، کتابت قرآن میں بھی صحابہ کرام کے خطوط زیادہ عمدہ نہیں تھے، بعد کے زمانے میں آنے والوں نے ان کی پیروی میں تبرک کو ملحوظ نظر رکھ کر متقدمین کی روش کو اپنایا۔[14]

بریل لینگویج میں قرآن مجید کا حکم:

بریل لینگویج میں کتابت قرآن کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: قرآن مجید کی کتابت رسمِ عثمانی میں ہو، جیسے "الرِّبَا" کو "الرِّبو" لکھنا، لفظ "العَالَمِينَ" کو "العٰلَمِينَ" لکھنا وغیرہ۔

مگر اس صورت میں بعض کلمات مشکل ہوتے ہیں، جن کو عملی جامہ پہنانا انسانی بس کی بات نہیں ہے، لہٰذا اگر بریل لینگویج میں رسمِ عثمانی کی اتباع نہ ہوتی ہو، تو استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے معاف ہے، جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا"[15]

اسی بات کی تصریح متقدمین حضرات محدثین نے کی ہے کہ کتابتِ قرآن کے وقت رسمِ عثمانی کی اتباع ممکنہ حد تک ضروری ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جو قرآن مجید لکھے تو اسے رسمِ عثمانی میں لکھے گئے موجودہ مصاحف کے حروف و ہجا کے مطابق لکھنا چاہیے اور کتابت میں ان کی مخالفت نہ کریں، کیونکہ متقدمین قراء کرام علم میں ہم سے زیادہ، زبان میں سچے اور دل میں صادق تھے، لہٰذا ان کی لکھائی کو غلط کہہ کر اپنی طرف سے لکھنا درست نہیں۔[16]

اس سے جہاں کتابت قرآن میں رسمِ عثمانی کی موافقت کا حکم معلوم ہوا، وہیں رسمِ عثمانی کی مخالفت کا دائرہ بھی سامنے آیا کہ یہ مخالفت اس وقت تک ہے، جب لوگ رسمِ عثمانی کے کاتبین کو کم علم جان کر اپنی طرف سے کتابت قرآن کریں، لیکن اگر یہ صورت حال نہ ہو بلکہ رسمِ عثمانی کی اقتداء ممکن نہ ہو تو ضرورت کی حد تک اس کی مخالفت درست ہے۔

دوسری صورت: کتابتِ قرآن رسمِ عثمانی کے بجائے رسمِ قیاسی املائی میں ہو، کیوں کہ رسمِ عثمانی میں لکھنا ایک انتظامی حکم کی بنیاد پر ہوا، تاکہ قرآن کریم اور دوسرے عربی کلام میں خلط ملط نہ ہو۔ اب جب اس زمانے میں قراء و حفاظ کرام کی کثرت ہے اور دوسرے خطوط بھی رائج ہوئے ہیں لہٰذا جب قرآن وحدیث میں صریح حکم نہیں ہے، بلکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کا فیصلہ ہے، جو انتظامی بنیادوں پر طے ہوا تھا، تو حتی الوسع اس کی مطابقت کرنا ضروری ہے، مگر جہاں کہیں ضرورت ہو، تو موقع کی مناسبت سے دوسرے رسم الخط میں بھی لکھنا جائز ہے۔

اسی طرح ان پڑھ اور بچے رسم عثمانی سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان کے لیے اس طرح پڑھنا مشکل ہوتا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کریم کو پڑھنے کے لیے آسان بنادیا ہے۔

قرآن مجید کے رسم الخط میں بعض مقامات پر عوام کی رعایت اور ان کی آسانی کے لیے کچھ ایسی ترمیمات کی گئیں، جو اصل کلام کو نقصان نہیں پہنچاتی تھیں، مثلاً "العٰلمینَ" کے بجائے "العَالَمینَ" وغیرہ۔

اسی طرح تابعین و تبع تابعین کے دور میں مصاحف پر نقطے اور اعراب کی مخالفت ہوتی رہی، مگر بعد میں آسانی کے لیے اس کے جواز کا حکم دیا گیا لہٰذا اس طرح قیاسی اور املائی طریقہ کے جواز سے بھی سہولت مہیا ہو جائے گی۔

کتابتِ قرآن میں قولِ فیصل:

قرآن کریم کی حفاظت اور ہر طرح کی تحریف سے بچاؤ کے پیشِ نظر عہد صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہ ہی سے لے کر آج تک ائمہ کرام و مجتہدین کا اجماع ہے کہ اس کو "**رسمِ عثمانی**" کے مطابق لکھنا ضروری ہے۔[17] جس کے مطابق قرآنی کلمات کو حذف و زیادت، وصل و قطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنا ضروری ہے، جس پر دورِ عثمانی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا اجماع ہو چکا ہے۔[18]

رسمِ عثمانی کا لحاظ رکھتے ہوئے عربی کے علاوہ دوسرے رسم الخط میں کتابتِ قرآن کا حکم:

کتابتِ قرآن کریم کے لیے عربی رسم الخط کی پابندی بھی ضروری ہے، چنانچہ کسی غیر عربی خط میں اگرچہ "رسمِ عثمانی" کی رعایت بھی ہو سکتی ہو، مثلاً فارسی اور اردو نستعلیق وغیرہ، اس میں بھی راجح قول کے مطابق پورا قرآن کریم لکھنا جائز نہیں ہے، ہاں البتہ ایک دو آیات لکھنے کی گنجائش ہے۔[19]

آج کل اکثر و بیشتر قرآن مجید کی کتابت رسمِ عثمانی کے بغیر دوسرے طرقِ خطوط میں ہوتی ہے۔ کیا عصرِ حاضر میں رسمِ عثمانی کو چھوڑ کر کتابتِ قرآن کے لیے دوسرا خط اختیار کیا جاسکتا ہے؟ کتابتِ قرآن میں رسمِ عثمانی کو غیر ضروری سمجھنے والے کا کیا حکم ہوگا؟ رسمِ عثمانی کو چھوڑ کر دوسرے طرق میں قرآن مجید کی کتابت کرنے والا بالاتفاق کافر نہیں ہوگا۔[20]

بریل لینگوئج کتابت قرآن کی حیثیت:

بریل لینگوئج میں کتابت قرآن رسم عثمانی کی نہیں، کیونکہ بعض حروف ایسے ہیں کہ بریل لینگوئج میں اس کی کتابت بالکل ممکن نہیں، مثلاً "مَآرب"[21] اور "شَنَآن"[22] جب کہ بعض مواقع پر نہ رسم قیاسی و املائی میں۔ بریل کتابت ہو سکتی ہے اور نہ رسم عثمانی میں، بلکہ وہ خاص۔ بریل لینگوئج میں ہی ایک فرضی طریقہ سے ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ محققین نے اسے قرآن کریم کی تفسیر کا حکم دیا ہے۔ ذیل میں ان حضرات کے آراء نقل کی جاتی ہیں:

بریل قرآن کو مصحف کا حکم دینا درست نہیں، تاہم یہ کتاب نابینا افراد کے لیے قرآن مجید پڑھانے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے، جس طرح اعراب اور نقاط کے سمجھنے کے لئے ابتدائی بچوں کو قاعدہ وغیرہ پڑھایا جاتا ہے، تاکہ آئندہ قرآن مجید پڑھنے میں آسانی ہو، اسی طرح بریل لینگو یج کے ذریعے قرآن مجید پڑھنے میں آسانی ہوگی اور نابینا قرآن خواں ہر وقت استاذ کا محتاج نہیں ہوگا اور یہ تلاوت قرآن کے لیے ایک معاون کی حیثیت سے شمار ہوگا۔

بریل قرآن کو مصحف کا حکم نہ دینے کی وجوہات:

بریل قرآن کو مصحف کا حکم نہ دینے کی متعدد وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: حفاظت قرآن کی خاطر اس مسئلہ میں سد ذرائع کا اعتبار کرنا نہایت اہم ہے، کیونکہ اگر اس کو مصحف کا حکم دیا جائے، تو قرآن مجید میں ردوبدل کرنے، تحریف وتغیر وغیرہ طعن ہو سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ عام قرآن پاک میں ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف رسم عثمانی کا لحاظ رکھا گیا ہے، جب کہ بریل لینگو یج میں وہ طریقہ اپنایا گیا، جو جامعینِ قرآن اور کاتبین وحی کا تھا۔

رسم عثمانی ہی نظم قرآن کی موجودہ شکل میں اعجاز کا حقیقی محافظ ہے، جس میں قرآن مجید دوسری عربی کتب سے ممتاز اور جداگانہ ہے اس وجہ سے بریل قرآن مصحف کے حکم میں نہیں، کیونکہ یہ رسم عثمانی کے بالکل مخالف ہے۔[23]

دوسری وجہ: بریل قرآن میں حروف قرآنیہ نہیں، بلکہ ابھرے ہوئے خطوط ہیں، جو اپنے معنی مرادی پر دلالت کے لیے وضع ہوئے ہیں، جسے صرف نابینا یا ان کے استاد سمجھ سکتے ہیں، اس اعتبار سے اسے مصحف اور قرآن نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی قرآن مجید کی طرح اس کی حرمت وتعظیم کی جائے گی، ہاں البتہ قرآن کا حکم نہ دیتے ہوئے تلاوت قرآن کے لیے مساعد رہنما کتاب کہہ سکتے ہیں۔[24]

تیسری وجہ: جس طرح قرآن مجید کے معنی ومطلب سمجھنے کے لیے تفاسیر لکھی جاتی ہیں، ایسے ہی آج کل نابینا حضرات کے لیے بریل قرآن درحقیقت ایک تفسیر ہے جو قرآن مجید کے الفاظ سمجھانے کے لیے اندھوں کو ویسا ہی فائدہ دیتا ہے، جیسا کہ بیناؤں کے لیے قرآن مجید کا مطلب سمجھنے کے لیے تفسیر قرآن ہوتا ہے۔

چوتھی وجہ: بریل قرآن میں اگرچہ آواز دونوں (حقیقی اور بریل) کا ایک ہوتا ہے، مگر قرآنیت اور عدم قرآنیت آواز کی وجہ سے نہیں، بلکہ یہ تو الفاظ کی وجہ سے ہے، جب کہ بریل قرآن کے الفاظ عربی نہیں اور قرآن مجید کی تعریف میں عربی کی قید ہے، لہٰذا قرآن مجید کی تعریف کا بریل قرآن پر اطلاق نہیں ہو سکتا۔[25]

پانچویں وجہ: بریل قرآن اور حقیقی مصحف ایک دوسرے سے بالکل جدا ہے، جس طرح استاد قرآن مجید پڑھاتے ہوئے کسی سی ڈی یا کیسٹ میں تلاوت ریکارڈ کریں، تو کوئی بھی اسے قرآن نہیں کہتا، ہاں قرآن کی کیسٹ یا سی ڈی ضرور کہتے ہیں، اسی طرح بریل اور حقیقی قرآن میں بھی وہی فرق ہے جو سی ڈی اور حقیقی قرآن میں ہے۔[26]

بریل لینگو یج قرآن کے بارے میں اسلامک فقہ اکیڈمی کیرلا لولم، انڈیا کے چوبیسویں فقہی سیمینار کی روداد:

نابینا اور معذور افراد سماج کی خصوصی توجہ اور ہمدردی کے مستحق ہیں، ان کی تعلیم کے لئے بریل کوڈ کی ایجاد نہایت اہم پیش رفت ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس رمزی زبان کے ذریعہ نابینا حضرات کو زیادہ سے زیادہ علوم اسلامیہ سے استفادہ کی سہولت فراہم کی جائے۔

بریل کوڈ کے مسلمان ماہرین سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس کوڈ کو زیادہ سے زیادہ عربی خط اور رسم عثمانی سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں تاکہ یہ رموز قرآن مجید کے اصل رسم سے زیادہ سے زیادہ ہم آہنگ ہو جائے۔ چونکہ بریل کوڈ علامتی زبان ہے، رسم الخط نہیں اس لئے نابینا افراد کی حاجت وسہولت کے پیش نظر بریل کوڈ میں قرآن حکیم کی کتابت واشاعت جائز ہے، اور چونکہ یہ قرآن کریم کا رمز ہے اس لئے اس کا پورا احترام ملحوظ رکھا جائے۔

نتائج وتجاویز:

سابقہ سطور میں کی گئی بحث سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

1. بریل لینگوئج ایک علامتی زبان ہے اور اس کی ابتدائی شکل علامہ آمدی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے جس کو مزید ترقی دے کر موجودہ شکل میں ڈھالا گیا ہے۔
2. کتابت قرآن میں جمہور علمائے کرام کے مطابق رسم عثمانی کی اتباع لازم ہے، لیکن چوں کہ دیگر محدثین وفقہاء کے نزدیک اس کی مخالفت بھی جائز ہے، اس لئے ضرورت کی وجہ سے کسی دوسرے رسم الخط میں قرآن کریم لکھنے کی گنجائش موجود ہے۔
3. بریل لینگوئج میں لکھے جانے والے قرآن پر "قرآن مجید" کا اطلاق درست نہیں ہے کیوں کہ اس میں مخصوص اشارات کے ذریعے قرآن کریم کے الفاظ اور حروف کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔
4. بریل قرآن پر قرآن مجید کا اطلاق درست نہیں اس لئے "لمس" (چھونے) میں بھی اس کا حکم عام مصحف سے الگ ہوگا لہٰذا اسے بغیر وضو چھونے میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ چوں کہ یہ تلاوتِ قرآن کے لئے مساعد ورہنما کتاب ہے اس لئے ازروئے ادب باوضو چھونے کی روش اختیار کرنا زیادہ بہتر رہے گی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1]۔ سورۃ الحجر، ۹۔

Surah Al Ḥajar:9

[2]-http://louisbrailleschool.org/resources/louis-braille/

[3]۔ الصفدی، خلیل بن ایبک، النکت الھمیان فی نکت العمیان، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الأولیٰ: ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷م، ص: ۲۰۶-۲۰۸۔
Al Safdi, Khalil bin Aybak, Al Nikt al Himyan fy Nikt al U'myan, (Beurit:Dar al Kutub al I'lmiyyah, 1st Edition, 2007), p:206-208.

[4]۔ شیرویہ بن شہردار الدیلمی، مسند الفردوس بمأثور الخطاب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۹۸۶م/۱۴۰۶ھ، ۵:۳۹۴، رقم: ۸۵۳۳۔
Al Daylami, Sherwayh bin Shahardar, Musnad al Firdws b Mathwr al Khitab, (Beurit: Dar al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st Edition, 1986/1406), Ḥadith:8533, 5:394.

[5]۔ عثمان بن سعید الدانی، المقنع فی رسم مصاحف الأمصار، مکتبہ الکلیات الأزہریۃ قاہرۃ، مصر، ص: ۱۹۔
Al Dani, Usman bin Sa'eed, Al Mqni' fi Rasm Masaḥif al Amṣar, (Cairo, Egypt: Maktbah al Kulyat al Azhariyyah), p:19.

[6]۔ المقنع فی رسم مصاحف الأمصار، ص ۳۶۔

Ibid., p:36.

[7]۔ الهیتمی، احمد ابن حجر، الفتاویٰ الفقہیۃ الکبری، المکتبۃ الاسلامیہ بیروت، ۳۸:۱۔
Al Hythami, Aḥmad Ibn Ḥajar, Al Fatawa al Fiqhiyyah al Kubra, (Beurit: Al Maktbah al Islamiyyah), 1:38.

[8]۔ تفسیر القرطبیؒ، ۶۱:۱۔

Tafsir al Qurtabi, 1:61.

[9]۔ تفسیر احکام ۱۹۳۴:۴۔

Tafsyr Aḥkam al Qurān, 4:1934.

[10]۔ کشاف القناع، ۱۵۵:۱۔

Kashaf al Qina', 1:155.

[11]۔ سورۃ الحشر، ۷۔

Surah Al Ḥashar:7.

[12]۔ الزرکشی، محمد بن عبداللہ، البرہان فی علوم دار احیاء الکتب العربیۃ دمشق، الطبعۃ الأولیٰ: ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷م، ۳۷۹:۱۔
Al Zarkashi, Muḥammad bin 'Abdullah, Al Burhan fy U'luwm al Qurān, (Damascus: Dar Ihya' al Kitab al A'rabiyyah, 1st Edition, 1957/1376), 1:379.

[13]۔ صبحی الصالح، مباحث فی علوم دار العلم للملایین، الطبعۃ الرابعۃ والعشرون ۲۰۰۰م/۱۴۲۰ھ، ۲۷۸:۱۔
Ṣubḥi al Ṣaliḥ, Mabahith fy U'lwum al Qurān, (Dar al I'lm lil Malayiyn, 14th Edition, 2000/1420), 1:278.

[14]۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد، دیوان المبتدا والخبر فی تاریخ العرب والبربر و من عاصرہم من ذوی الشأن الأکبر، الفصل الثلاثون فیان الخط والکتابۃ من عداد الصنائع الانسانیۃ، دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثانیۃ: ۱۹۸۸م/۱۴۰۸ھ، ۵۲۶:۱۔
Ibn Khalduwn, 'Abdul Rahman bin Muḥammad, Diywan al Mubtada wal Khabar fi Tariykh al A'rab wal Barbar w Mn A'aṣrhum mn Dhwy al Shan al Akbar, (Beirut: Dar al Fikar, 2nd Edition, 1988/1403), 1:526.

[15]۔ سورۃ البقرۃ، ۲۸۶۔

Surah Al Baqarah:286

[16]۔ البیہقی، احمد بن الحسین، شعب الایمان، باب تعظیم فصل فی افراد المصحف للقرآن و تجریدہ فیہ مما سواہ، مکتبۃ الرشد الریاض، الطبعۃ الأولیٰ: ۲۰۰۳م/۱۴۲۳ھ، ۲۱۹:۴۔
Al Bayhaqi, Aḥmad bin al Ḥusain, Shu'ab al Aiyman, (Riyadh: Maktabah al Rushad 2003/1432), 4:219.

[17]۔ مفتی محمد شفیعؒ، جواہر الفقہ، مکتبہ دار العلوم کراچی کورنگی، ۴۴:۱-۸۵۔
Mufti Muḥammad Shafi, Jawahir al Fiqh, (Karachi: Maktabah Dar al U'luwm), 1:44-85.

[18]۔ قاری رحیم بخشؒ، الخط العثمانی فی الرسم القرآنی، قراءت اکیڈمی ملتان، ۱۰:۹۔

Qari Rahim Bakhsh, Al Khat al U'thmani fi al Rasm al Qurāni, (Multan: Qira't Academy), p: 9-10.

[19]۔ مولانا ظفر احمد عثمانی، امداد الاحکام، مکتبہ دار العلوم کراچی، ۱:۲۴۰۔

Usmani, Mawlana Zafar Aḥmad, Imdad al Aḥkam, (Karachi: Maktabah Dar al U'luwm), 1:240.

[20]۔ فتاوی ابن تیمیہ، ۱۳:۴۲۰۔

Fatawy Ibn Tymayah, 13:420.

[21]سورۃ طٰہٰ، ۱۸۔

Surah Ṭaha, 18

[22]سورۃ المائدۃ، ۸۔

Surah Al Ma'idah, 8

[23]۔ یہ رائے مجمع البحوث الاسلامیہ کے ایک رکن ڈاکٹر محمد الشحات جندی کا ہے، جو مجلّہ البحوث الاسلامیہ میں مذکور ہے۔ دیکھئے: مجلۃ البحوث الاسلامیہ، ۶۶:۳۶۱۔

Majallah al Baḥuwth al Islamiyyah, 66:361.

[24]۔ یہ رائے ڈاکٹر احمد طہٰ ریان کی ہے، جو جامعۃ الازہر، مصر میں فقہ مقارن کے پروفیسر ہیں۔ دیکھئے: مجلۃ البحوث الاسلامیہ، ۶۶:۳۶۱۔

Ibid., 66:361

[25]۔ یہ رائے ڈاکٹر سعود الفنیسان کی ہے، جو جامعۃ الامام میں کلیۃ الشریعہ کے سابق مدیر تھے۔ دیکھئے: مجلۃ البحوث الاسلامیہ، ۶۶:۳۵۵۔

Ibid., 66:355

[26]۔ یہ رائے ڈاکٹر محمد الراوی کی ہے جو علوم القرآن کے پروفیسر اور مجمع البحوث الاسلامیہ کے رکن ہیں۔

http://el-wasat.com/assawy/?p=5085